’’ہمارا ہدف سوڈان کے حصے بخرے کرنا اور وہاں خانہ جنگی کی آگ بھڑکائے رکھنا ہے۔ کیونکہ سوڈان اپنی وسیع وعریض سرزمین، بے تحاشا معدنی وزرعی وسائل اور بڑی آبادی کے ذریعے ایک طاقت ورعلاقائی قوت بن سکتا ہے۔ سوڈان کے ہم سے دور دراز ہونے کے باوجود اسے عالم عرب کی قوت میں اضافے کا سبب نہیں بننے دینا چاہیے۔ اگر سوڈان میں استحکام رہا تو وہ اپنے وسائل کے ذریعے ایسی قوت بن جائے گا جس کا مقابلہ ممکن نہیں رہے گا۔ سوڈان سے یہ صلاحیت سلب کرلینا، اسرائیلی قومی سلامتی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے‘‘۔ عبدالغفار عزیز مزید لکھتے ہیں کہ اسرائیلی وزیر نے تاریخ سے ایک حوالہ دیتے ہوئے کہا: ’’۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۰ء کے دوران جب مصر اور اسرائیل حالت جنگ میں تھے تو سوڈان نے مصری فضائیہ کو اصل قوت اور بری افواج کی تربیت کے لیے اپنی سرزمین فراہم کی تھی۔ اس صورت حال کے اعادے سے بچنے کے لیے اسرائیلی ذمہ داران کا فرض تھا کہ وہ سوڈان کے لیے ایسی مشکلات کھڑی کریں جن سے نکلنا اس کے لیے ممکن نہ رہے۔‘‘ اسرائیل کے وزیر داخلی سلامتی کا مزید کہنا تھا کہ ’’ہم نے سوڈان کے پڑوسی ممالک ایتھوپیا، یوگنڈا، کینیا اور زائر میں سوڈان مخالف مراکز قائم کیے، اور اسرائیل کی تمام حکومتوں نے ان مراکز کو فعال رکھا تاکہ سوڈان عالم عرب اور عالم اور عالم افریقہ میں کوئی مرکزی حیثیت حاصل نہ کرسکے۔‘‘

فاضل تجزیہ نگار لکھتے ہیں کہ اسی ترنگ میں دارفور کا ذکر کرتے ہوئے Avi Dichter کہتا ہے:

’’دارفور میں ہماری موجودگی ناگزیر تھی۔ یہ سابق اسرائیلی وزیراعظم شیرون کی دوربینی اور افریقی معاملات پر دسترس تھی کہ اس نے دارفور میں بحران کھڑا کرنے کی تجویز دی۔ ان کی تجویز پر عمل کیا گیا۔ عالمی برادری اور خاص طور پر امریکا اور یورپ نے ساتھ دیا اور بالکل ان ہی وسائل، ذرائع اور اہداف کے مطابق دارفور میں ’کام شروع ہوگیا‘ جو ہم نے تجویز کیے تھے۔ آج یہ امر ہمارے لیے باعث تشفی ہے کہ دارفور کے بارے میں ہمارے طے شدہ اہداف ومقاصد اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں‘‘[1]۔

۱۔ بحوالہ: http://www.tarjumanulquran.org/2009/april/akhbarummat001/3.htm

صدر بشیر کے وارنٹ گرفتاری پر سوڈانی قوم، رہنماؤں اور دنیا کا ردعمل

اسرائیل، امریکا اور مغرب کی استعماری قوتوں نے سوڈان کو غیر مستحکم کرنے کے کھیل کے اُس حتمی مرحلے کو شروع کرنے کے لیے، جس کا ذکر اسرائیلی وزیر نے اکتوبر ۲۰۰۸ء میں کیا تھا، دارفور میں جنگی جرائم کے ارتکاب کے الزام میں جولائی ۲۰۰۸ء میں فرد جرم عائد کیے جانے کے بعد مارچ ۲۰۰۹ء میں انٹرنیشنل کریمنل کورٹ سے صدر بشیر کے وارنٹ گرفتاری بھی جاری کرادیے ہیں، مگر حیرت انگیز طور پر یہ چال الٹ گئی ہے۔ گزشتہ صفحات میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ خود مغربی تجزیہ کاروں نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اگر صدر بشیر اپنے ملک میں ہونے والی بغاوت کو ختم کرنے کی کوشش پر انٹرنیشنل کریمنل کورٹ کی نگاہ میں مجرم ہیں تو امریکا، برطانیہ اور مغرب کے وہ تمام حکمراں جنھوں نے دو خود مختار ملکوں افغانستان اور عراق پر کسی جواز کے بغیر فوج کشی کرکے بین الاقوامی قانون کو پامال کیا اور دارفور سے کہیں زیادہ بڑے پیمانے پر انسانی جانوں کی زیاں کے مرتکب ہوئے، ان پر یہ عدالت مقدمہ کیوں نہیں چلاتی۔ عدالت کی جانبداری کا یہ ثبوت بھی بہت بڑے پیمانے پر زیر بحث آیا ہے کہ جب غزہ اور عراق میں انسانیت کے خلاف ہونے والے جرائم اور جنگی جرائم کے مرتکبین کے خلاف کسی کارروائی سے عدالت اس بنیاد پر انکار کرتی ہے کہ اسرائیل اور عراق نے عدالت کی تشکیل کی دستاویز پر دستخط نہیں کیے ہیں تو سوڈان کے حکمرانوں کے خلاف اس عدالت کی جانب سے کارروائی کیسے کی جاسکتی ہے کیونکہ سوڈان نے بھی اس دستاویز پر دستخط نہیں کیے ہیں۔ اپنے خلاف وارنٹ کے اجراء کے فوراً بعد صدر بشیر نے پورے سوڈان حتیٰ کہ دارفور کا دورہ بھی کیا اور ہر جگہ انتہائی جوش وخروش کے ساتھ عوام نے ان کا استقبال کیا کیونکہ وہ مغرب کی استعماری قوتوں اور اسرائیل کے کھیل کو سمجھ گئے ہیں۔ اس طرح بین الاقوامی عدالت کے ذریعے چلی جانے والی اس چال کے نتیجے میں سوڈان میں قومی جذبے کو فروغ ملا ہے اور امہ پارٹی کے سربراہ صادق المہدی سمیت، بیس سال پہلے جن کی حکومت کا تختہ الٹ کر عمر البشیر برسر اقتدار آئے تھے، اپوزیشن کے بیشتر رہنماؤں نے بھی ان کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کیے جانے کی مذمت کی ہے۔

دارفور میں حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرنے والی تنظیموں سوڈان لبریشن موومنٹ اور جسٹس اینڈ ایکولٹی موومنٹ کے رہنماؤں کی جانب سے اس وارنٹ کی حمایت باعث حیرت نہیں۔ البتہ ۱۹۸۹ء میں عمر